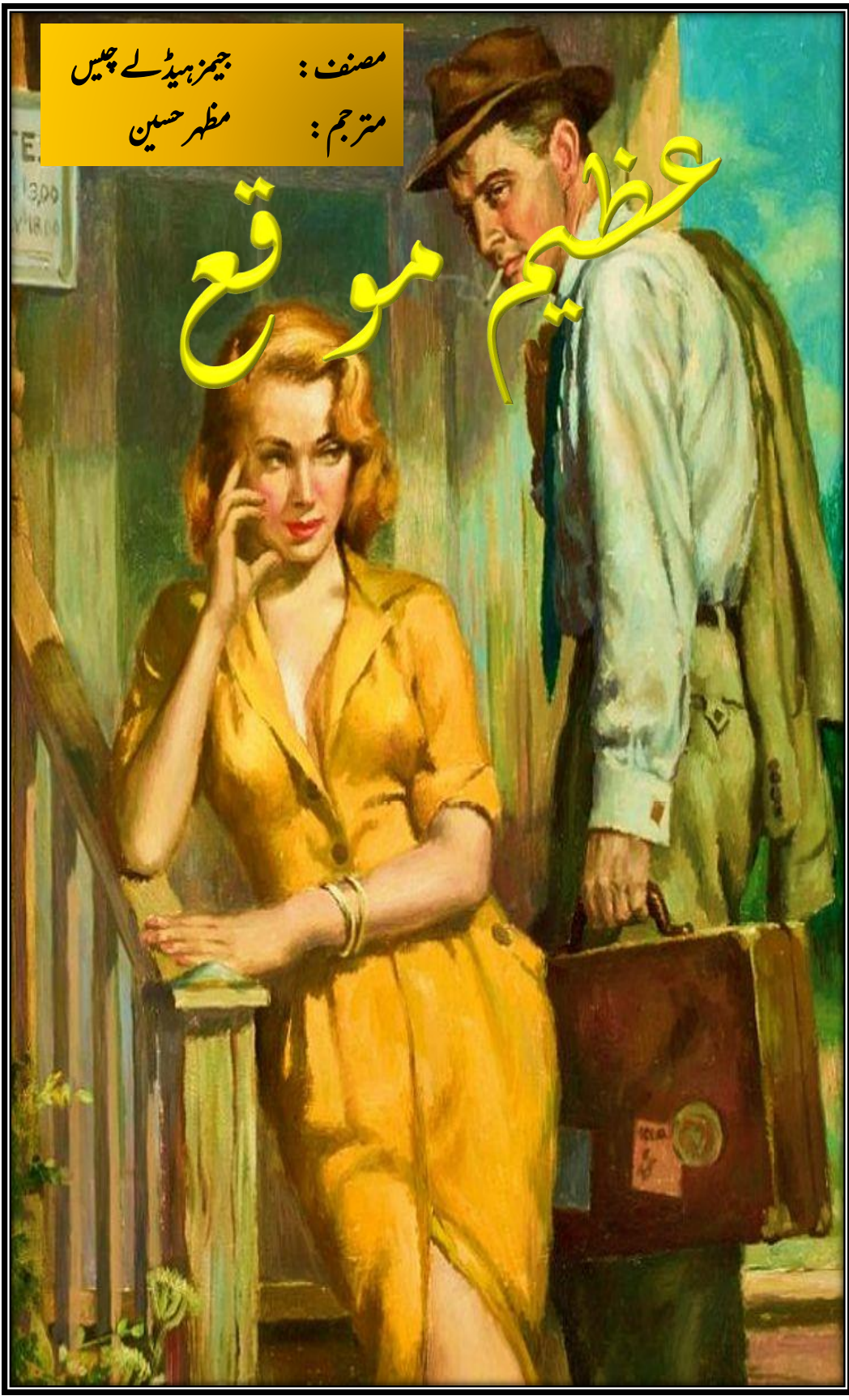


مصنف: جیمز ہیڈلے چیس
مترجم: مظہر حسین

عظیم موقع



عظیم موقع

وہ دل میں نینا سے بات کرنے لگا۔ "نینا، تم کیسی ہو؟ اب کیا کر رہی ہو؟
تمہیں میری فکر نہیں کرنی چاہیے، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ شاید اگر تم مجھے
اس حال میں دیکھو، تو ایسا نہ سوچو، لیکن یقین کرو، میں واقعی ٹھیک ہوں

مترجم: مظہر حسین

<https://www.facebook.com/share/g/17gVK6Xocf/>

میکیسیکو کا جنرل کورٹیز اور اس کے دو افسر ایک بڑی میز کے گرد بیٹھے تھے۔ میز
پر نقشے اور کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ دونوں افسر سنجیدگی سے نقشے کو دیکھ رہے
تھے، اور جنرل غور سے ان کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ لوگ پہلے ہی ایک فیصلے تک پہنچ
چکے تھے، لیکن ان کے چہروں اور جسم کی بے چینی بتا رہی تھی کہ وہ اب بھی پریشان
ہیں اور جنرل کے بولنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

کمرے کے دروازے پر ایک سپاہی پہرہ دے رہا تھا۔ وہ ان تینوں کو مستقل دیکھ
رہا تھا کیونکہ وہ پچھلے چار گھنٹوں سے وہیں بیٹھے تھے، آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے،

اور پچھلے آدھے گھنٹے سے تو کچھ بولے ہی نہیں تھے۔ سپاہی نے دل میں کہا، ”اگر یوں انقلاب جیتا جاتا ہے تو بہت ہی آسان ہے،“ اور حقارت سے زمین پر تھوکا۔
 عملے کا سب سے نوجوان افسر، ہولٹز، اچانک کرسی پر ہلنے لگا۔ اس کے ساتھ بیٹھے مینڈیٹا نے اسے گھور کر دیکھا اور سر ہلا کر خبردار کیا، لیکن تب تک جنرل اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ جنرل نے کرسی پیچھے کی اور کھڑا ہو گیا۔

دروازے پر کھڑا سپاہی چونک گیا، اب اسے لگا جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ اس نے دلچسپی سے کمرے کی طرف دیکھا۔

جنرل کورٹیز میز سے دور ہٹ کر کمرے میں چل قدمی کرنے لگا۔ اس کا چہرہ سنجیدہ اور فخر میں ڈوبا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رک کر بولا، ”حالات بہت خراب ہیں۔“
 دونوں افسر کچھ ریلیکس ہوئے، کیونکہ وہ اس نتیجے پر پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔

ہولٹز نے ہامی بھری، ”آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ حالات واقعی بہت خراب ہیں۔“

جنرل نے سخت لہجے میں پوچھا، ”کتنے خراب؟“ اور دوبارہ میز کے پاس آ کر نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا، ”یہاں بتاؤ، کتنے خراب؟“

ہولٹز جھک کر نقشے پر دیکھنے لگا اور بولا، ”میری رائے میں دشمن کی تعداد ہم سے بہت زیادہ ہے۔ ان کے پاس گھوڑے اور توپیں بھی ہیں۔ اگر ہم یہاں رک کر دفاع کریں تو ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا۔ ہمارے سپاہی نہ صرف تھکے ہوئے ہیں بلکہ ان کے حوصلے بھی پست ہیں۔ ہم پچھلے دو ہفتوں سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اگر ہم ابھی نہ ہٹے تو توپوں کے حملے میں سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ میرا مشورہ ہے کہ ہمیں فوراً پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔“

جنرل نے اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے مینڈیٹا کی طرف دیکھا اور پوچھا، ”اور تمہاری کیا رائے ہے؟“

مینڈیٹا نے آہستہ سے کہا، ”ہمیں توپ چھوڑنی پڑے گی۔“ وہ جانتا تھا کہ اس نے وہ بات چھیڑ دی ہے جو اس پوری صورتحال میں سب سے اہم ہے۔ ”ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا کہ توپ کو پہاڑی راستے سے لے جا سکیں۔ دشمن ہم سے صرف تین گھنٹے کی دوری پر ہے۔ اگر ہم ابھی پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں تو توپ کو چھوڑنا ہی پڑے گا۔“

جنرل کورٹیز ہلکا سا مسکرایا، ”توپ ہمارے ساتھ جائے گی، اس میں کوئی شک نہ ہو۔ ہم نے یہ توپ دشمن سے چھینی ہے اور اسے تین سو میل تک کھینچ کر لائے ہیں۔ اب ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔“

دونوں افسر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کندھے اچکا دیتے ہیں۔ انہیں اندازہ تھا کہ جنرل ایسا ہی جواب دے گا۔ وہ پہلے ہی جانتے تھے کہ یہ توپ آخر کار ان کی فوج کے لیے مشکل بن جائے گی، خاص طور پر جب وہ پیچھے ہٹ رہے ہوں گے۔ توپ کے ساتھ ان کے پاس گولے بھی نہیں تھے، یعنی وہ لڑنے کے قابل بھی نہیں تھی۔ لیکن یہ توپ جنرل کی واحد کامیابی کی نشانی تھی، جو اس نے ایک اچانک حملے میں حاصل کی تھی۔ وہ کسی بھی حالت میں یہ کامیابی کا نشان چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔ اگر وہ پہاڑوں کے پار پیچھے ہٹتے بھی، تو بھی جنرل چاہتا تھا کہ توپ ان کے ساتھ ہو۔

ہولٹز نے پوچھا، ”کیا آپ نے توپ کو ساتھ لے جانے کے لیے کوئی خاص منصوبہ بنالیا ہے؟“

اب جنرل اور افسران کے درمیان کوئی جذباتی تعلق باقی نہیں رہا تھا۔ افسران کو اب صرف اپنی جان بچانے کی فکر تھی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک بیکار توپ کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالیں۔ وہ ابھی جوان تھے، ہار کو قبول کر سکتے تھے، کیونکہ

انہیں امید تھی کہ آگے چل کر وہ پھر کامیابیاں حاصل کریں گے۔ لیکن جنرل اب بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس کے پاس دوبارہ کامیابی حاصل کرنے کا موقع کم تھا۔

جنرل کو احساس ہو گیا کہ افسران اس کی باتوں سے متفق نہیں ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ وہ توپ کے لیے اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے، لیکن جب تک وہ ان کا کمانڈر ہے، انہیں اس کا حکم ماننا پڑے گا۔ چاہے وہ اسے ایک پاگل بوڑھا سمجھیں یا اس کی باتوں سے خوش نہ ہوں، حکم تو انہیں ماننا ہوگا۔

جنرل واپس بیٹھتے ہوئے بولا، ”تم میں سے ایک افسر چار سپاہیوں کے ساتھ دشمن کو روکے گا۔ تمہارے پاس ایک لیوس گن (مشین گن) اور چار رائفلیں ہوں گی۔ لیوس گن کی مدد سے تم دشمن کو اتنی دیر روک سکو گے کہ باقی فوج توپ کے ساتھ نکل جائے۔ سمجھ گئے؟“

دونوں افسر حیران ہو کر خاموش بیٹھے رہے۔ جنرل ان میں سے کسی ایک سے یہ چاہ رہا تھا کہ وہ اپنی جان صرف ایک توپ کے لیے قربان کر دے۔ اور ساتھ ہی وہ اپنے پاس موجود واحد لیوس گن بھی گنوارہا تھا، جو کہ ایک بہت قیمتی ہتھیار تھا کیونکہ اس کے ساتھ کافی گولیاں بھی تھیں۔ صرف ایک پرانی، زنگ آلود، اور ناکارہ توپ کے لیے۔ جو جنرل کی واحد کامیابی کی نشانی تھی۔

مینڈیٹا نے آہستہ سے کہا، ”دشمن کو کچھ وقت کے لیے روکا جاسکتا ہے، جناب، لیکن آخر کار وہ ہم پر حملہ کر کے اندر آجائیں گے۔ اُس وقت تک پیچھے ہٹنا ممکن نہیں رہے گا۔ لیوس گن کو یوں ضائع کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔“

جنرل کورٹیز نے زور سے سر ہلایا، ”جب ہم پہاڑ پار کر لیں گے، تو پابلو ہمارا پیچھا نہیں کرے گا۔ جنگ ختم ہو جائے گی۔ پھر ہمیں لیوس گن کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ اپنا کام کر چکی ہوگی۔ پھر ہمیں پوری فوج کو دوبارہ ہتھیار دینا ہوں گے تاکہ ہم نئی لڑائی شروع کر سکیں۔“

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ افسر کچھ کہنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ بس انتظار کر رہے تھے کہ جنرل خود بتائے کہ ان میں سے کون جائے گا۔ لیکن جنرل نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا، ”وقت بہت کم ہے۔ جس افسر کو یہ مشن دیا جائے گا، ہوسکتا ہے وہ زندہ واپس نہ آئے۔ یہ بہت خطرناک، لیکن ایک بہادری کا موقع بھی ہے۔ میں یہ فیصلہ خود نہیں کروں گا، کیونکہ مجھے تم دونوں پر برابر بھروسہ ہے۔ تم دونوں باہر جا کر فیصلہ کرو کہ کون جائے گا۔ مجھے دس منٹ میں جواب چاہیے۔“

مینڈیٹا نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ ہولٹز بھی اس کے پیچھے آیا۔ جیسے ہی وہ آنگن میں آئے، تیز دھوپ نے ان کی آنکھوں کو چکاچوند کر دیا۔ دونوں بغیر کچھ کے سیدھے اپنے کمرے کی طرف چل دیے۔

مینڈیٹا نے غصے سے کہا، ”یہ جنرل پاگل ہو چکا ہے، وہ اپنی ضد کی خاطر چار سپاہیوں، ایک افسر، اور یوس گن کو قربان کر رہا ہے۔“

ہولٹز نے ہلکی سی سانس لی اور سگریٹ جلایا۔ اس کے ہاتھ میں معمولی سی کپچی تھی۔ وہ لمبا، سانولا اور خوبصورت جوان تھا۔ عمر صرف چھبیس سال تھی لیکن دکھنے میں زیادہ بڑا لگتا تھا۔ پچھلے دو ہفتے کافی سخت گزرے تھے، پھر بھی وہ چاک و چوبند تھا، اور اس کی سفید وردی صاف ستھری تھی۔ اس کی کلائی میں ایک سونے کی بھاری چین تھی، اور اس کی انگلی میں سبز پتھر کی انگوٹھی چمک رہی تھی۔

اس نے اپنے سے چھ سال بڑے مینڈیٹا کو دیکھا اور کہا، ”ہمارے پاس وقت کم ہے۔ میرا خیال ہے، یہ مشن تم ہی سنبھالو گے؟“ اس کے چہرے پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تھی، جو مینڈیٹا کو ناگوار گزری۔

”میری شادی ہو چکی ہے اور میرے دو بچے ہیں،“ مینڈیٹا نے آہستہ سے کہا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔ ”میں نے سوچا تھا کہ تم یہ ذمہ داری لوگے...“ وہ بات مکمل کیے بغیر خاموش ہو گیا اور نیچے دیکھنے لگا۔

ہولٹز نے نرمی سے کہا، "سمجھ گیا۔ کیا تمہاری بیوی تمہیں بہت یاد کرے گی؟" مینڈیٹا نے جواب دیا، "اگر مجھے کچھ ہوا تو وہ شاید مر ہی جائے۔" اس نے تین سال سے اپنی بیوی کو نہیں دیکھا تھا، لیکن اسے زندگی سے بہت محبت تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ ایک بہادری کا موقع ہے، مگر خطرناک بھی۔ اس نے اپنے آپ کو سیدھا کرتے ہوئے کہا، "اگر میری فیملی نہ ہوتی، تو میں ضرور یہ موقع لیتا۔ یہ انقلاب کے لیے ایک بڑا کام ہوتا۔"

ہولٹز نے کہا، "میری بھی شادی ہو چکی ہے۔" حالانکہ یہ بات پوری طرح سچ نہیں تھی، لیکن وہ مینڈیٹا کو آسانی سے چھوٹ دینا نہیں چاہتا تھا۔ مینڈیٹا چونک گیا اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ "مجھے معلوم نہیں تھا،" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تم نے کبھی بتایا نہیں۔"

ہولٹز اٹھ کھڑا ہوا۔ "ہمارے پاس صرف دو منٹ ہیں،" اس نے کہا۔ "فیصلہ کرتے ہیں؟"

مینڈیٹا پریشان ہو گیا۔ وہ کئی بار کچھ بولنے کی کوشش کرتا، لیکن اس کے منہ سے الفاظ نہ نکل سکے۔

ہولٹز نے ایک پرانا تاش کا پیکٹ نکالا اور میز پر رکھ دیا۔ "سب سے کم کارڈ نکالنے والا یہ کام کرے گا،" اس نے کہا۔ اس نے ایک کارڈ کھینچا، وہ اسپڈز کا چار نکلا۔ "زیادہ مشکل نہیں تھا،" اس نے کندھے اچکا کر کہا۔ "پلو مینڈیٹا، جنرل انتظار کر رہے ہیں۔" وہ دروازے کے پاس گیا اور میز کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا۔

مینڈیٹا نے پیکٹ سے ایک کارڈ نکالا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور کارڈز گرنے لگے۔ اس نے خوف سے کارڈ کو دیکھا۔ وہ ڈائمنڈز کا دو تھا۔ پھر اس نے ایک اور کارڈ کھینچا، اسپڈز کا چھ۔ کانپتے قدموں سے وہ ہولٹز کے پاس آیا اور ہانپتے ہوئے بولا، "اسپڈز کا چھ۔"

ہولٹز نے اسے دیکھا، اس کے چہرے پر ایک ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ "واہ، تم بہت خوش قسمت ہو۔ تاش میں بھی اور محبت میں بھی۔"

مینڈیٹا کو اندازہ ہو گیا کہ ہولٹز نے دھوکہ پکڑ لیا ہے، اور شرم سے اس کا رنگ سفید ہو گیا۔

ہولٹز نے کہا، "جنرل شاید تم سے بھی بات کرنا چاہیں۔ آؤ، ہم دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔"

جنرل کو رٹیز بے صبری سے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ "تو فیصلہ ہوا؟" اس نے زور سے پوچھا۔

ہولٹز نے سیدھا ہو کر سلام کیا، "میں آپ کے حکم کے لیے تیار ہوں، جناب،" اس نے کہا۔

جنرل نے سر ہلایا، وہ خوش تھا۔ ہولٹز جوان تھا، بہادر تھا، اور سب سے بڑھ کر اس میں غرور تھا۔ وہ ڈرے گا نہیں، پیچھے نہیں ہٹے گا۔

کورٹیز نے مینڈیٹا کی طرف دیکھا اور کہا، "فوراً پسپائی کی تیاری کرو۔ یاد رکھنا، توپ سب سے پہلے جانی چاہیے۔ ایک گھنٹے میں سب کچھ تیار ہو جانا چاہیے۔ وقت بہت کم ہے۔"

مینڈیٹا نے سلام کیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ جاتے ہوئے اس نے ہولٹز کی طرف دیکھا اور کہا، "میری نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں، لیفٹیننٹ۔ اللہ کرے ہم دوبارہ ملیں۔"

ہولٹز نے ہلکے سے جھک کر جواب دیا، "اپنی بیوی اور بچوں کا خیال رکھنا، مینڈیٹا۔ تم خوش قسمت ہو۔"

مینڈیٹا خاموشی سے کمرے سے نکل گیا اور دروازہ بند کر دیا۔

جنرل نے غور سے ہولٹز کی طرف دیکھا اور بولا، ”مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس کے بچے بھی ہیں۔“ پھر اس نے نقشہ اپنی طرف پھینچ لیا۔

ہولٹز میز کے قریب آیا اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا، ”یہ بات اکثر کام آتی ہے۔“ پھر سنجیدہ ہو کر پوچھا، ”آپ کا حکم کیا ہے، جناب؟“

جنرل نے اسے قدرے شرمندہ انداز میں دیکھا۔ اسے طنز پسند نہیں تھا، اور وہ مذاق کو زیادہ نہیں سمجھتا تھا۔ پھر اس نے پوری توجہ واپس اپنے مشن پر مرکوز کی اور کہا، ”یہ جگہ بہادری سے کچھ وقت تک روکی جاسکتی ہے۔ تمہارے ساتھ صرف چار سپاہی ہوں گے۔ میں اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ جن کو چاہو، خود چن لو۔ میرا خیال ہے، تم خود لیوس گن سنبھالو گے؟“

اس نے وضاحت کی، ”دشمن شاید توپ کا استعمال نہ کرے، کیونکہ اگر انہیں پتہ چلا کہ صرف چند لوگ یہاں موجود ہیں، تو وہ گولے ضائع نہیں کریں گے۔ تمہیں ان کو جتنا ممکن ہو، روکے رکھنا ہے۔ خود کو کم سے کم ظاہر کرو اور گولہ بارود کو ضائع ہونے سے بچاؤ۔ باقی تفصیل تم پر چھوڑتا ہوں۔ کیا کچھ ایسا ہے جو تم نہیں سمجھے؟“

ہولٹز نے انکار میں سر ہلایا۔ ”آپ نے سب کچھ صاف بتا دیا، جناب۔ بس یہ بتا دیں کہ مجھے کتنی دیر تک دشمن کو روکنا ہے؟“

جنرل نے جواب دیا، ”مجھے کم از کم بارہ گھنٹے چاہیے تاکہ میں پہاڑی راستے تک پہنچ جاؤں۔ اگر ہم وہاں سے گزر جائیں تو پابلو شاید ہمارا پیچھا نہ کرے، کیونکہ وہ خطرہ مول نہیں لے گا۔ ہم فوراً روانہ ہوں گے۔ اگر وہ حملہ نہ کرے، تو تم بارہ گھنٹے بعد واپس آ سکتے ہو۔ لیکن اگر وہ حملہ کرے، تو تمہیں کل صبح چار بجے تک انہیں روکے رکھنا ہوگا۔“

ہولٹز نے سر ہلا کر کہا، ”میں سمجھ گیا ہوں، جناب۔ اگر اجازت دیں تو میں تیاری شروع کر دوں اور اپنے سپاہی چن لوں؟“

جنرل نے ہاتھ ہلا کر کہا، ”ٹھیک ہے۔ روانگی سے پہلے میں تم سے دوبارہ ملوں گا۔ جلد ہی تیار ہو جاؤ۔“

باہر آنگن میں بہت گہما گہمی تھی۔ گھوڑوں کو تیار کیا جا رہا تھا، سامان باندھا جا رہا تھا، سپاہی دوڑتے پھر رہے تھے۔ ان سب کے درمیان وہ بڑی، زنگ آلود توپ کھڑی تھی، جس پر رسی باندھی جا رہی تھی۔ جیسے ہی ہولٹز وہاں پہنچا، توپ آہستہ آہستہ خراب راستے پر پھینچی جانے لگی، پہاڑوں کی طرف۔

ہولٹز کچھ لمحے کے لیے رک کر توپ کو جاتا دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کندھے جھٹکے اور پلٹ کر دیکھا۔ وقت کم تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کن چار سپاہیوں کو چننا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ وفادار ہیں، چاہے وہ بھی اپنی جان بچانا چاہتے ہوں۔ لیکن جب تک وہ ان کے ساتھ ہوگا، وہ ساتھ نبھائیں گے۔ اسے اس پر یقین تھا۔

ہولٹز نے سپاہی کاسٹرا کو دیکھا، جو اس کی طرف آ رہا تھا۔ "کاسٹرا! اس نے آواز دی۔" یہاں آؤ، مجھے تم سے کام ہے۔"

کاسٹرا نے تیزی سے چلنا شروع کیا۔ وہ ایک لمبا، مضبوط جسم والا سپاہی تھا، سخت نظریں اور مضبوط جبر اس کی شخصیت کو نمایاں کرتے تھے۔ وہ کافی عرصے سے فوج میں تھا، اور ہولٹز جانتا تھا کہ وہ ایک بااعتماد سپاہی ہے۔

ہولٹز نے کہا، "مجھے گلز، ڈیڈوس، فرینڈز اور تمہیں میرے ساتھ یہاں پیچھے رکنا ہے۔ ہمیں دشمن کو اتنا دیر روکنا ہے کہ باقی فوج پیچھے ہٹ سکے۔ کیا تم باقیوں کو یہ بات بتا دو گے؟"

کاسٹرا نے سلام کیا اور کہا، "جی لیفٹیننٹ، فوراً۔"

ہولٹز نے اطمینان سے اسے جاتے دیکھا۔ کاسٹرا نے کوئی سوال نہیں کیا، نہ حیرت دکھائی، نہ پریشانی۔ وہ بس حکم مان کر تیزی سے نکل گیا۔ یہ ایک اچھا آغاز تھا۔

کچھ ہی منٹ بعد چاروں سپاہی دوڑتے ہوئے واپس آئے اور ہولٹز کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر خوف نظر آ رہا تھا، صرف کاسٹرا پر سکون تھا اور اپنی جگہ جما ہوا۔

وقت ضائع کیے بغیر، ہولٹز نے انہیں سمجھایا کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ "اگر دشمن نے حملہ نہ کیا، تو ہم آسانی سے نکل سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ حملہ کرتے ہیں، تو ہمیں اپنی جگہ پر آخر تک ڈٹے رہنا ہے۔ پیچھے ہٹنے کا کوئی موقع نہیں ہوگا۔"

"میں نے تم چاروں کو تمہاری بہادری اور کام سے چنا ہے۔ لیکن اگر کوئی پیچھے ہٹنا چاہتا ہے، تو وہ جاسکتا ہے۔ مجھے ایسے لوگ نہیں چاہیے جو آدھے دل سے لڑیں۔ شاید ہمیں لیوس گن کے ساتھ نکلنے کا ایک چھوٹا موقع مل جائے، لیکن اگر تم انقلاب کے لیے ویسا ہی جذبہ رکھتے ہو جیسا میں سوچتا ہوں، تو تم اپنے فرض سے پیچھے نہیں ہٹو گے۔"

یہ کہتے ہوئے ہولٹز کو شرمندگی محسوس ہوئی۔ وہ جانتا تھا کہ اصل میں وہ یہ سب جنرل کے فخر کی خاطر کر رہا ہے، نہ کہ انقلاب کے لیے۔ اسے لگا جیسے وہ سپاہیوں سے جھوٹ بول رہا ہو۔ لیکن پھر بھی، اس کا پیغام مؤثر رہا۔ چاروں سپاہی سیدھے کھڑے رہے، کسی نے پیچھے ہٹنے کا اشارہ تک نہ دیا۔

"بہت خوب،" ہولٹز نے کہا۔ "چلو تیاری کرو۔ لیوس گن اور سارا گولہ بارود لے آؤ، اور جلدی یہاں واپس آؤ۔"

جب سپاہی چلے گئے، ہولٹز کھڑا ہو کر فوج کو جاتے دیکھنے لگا۔ وہ حیران تھا کہ پسپائی کتنی جلدی مکمل ہو رہی تھی۔ اسے لگا جیسے سپاہی اسے دیکھ رہے ہوں۔ ان کی نظریں اسے محسوس ہو رہی تھیں، جیسے وہ اسے ترس بھری یا عجیب نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں۔ اس نے خود کو سیدھا کھڑا کیا اور ایک لمحے کے لیے اندر سے ایک خاص سا جذبہ محسوس کیا—جیسے کوئی اپنے آخری فرض کی تیاری کر رہا ہو۔

جنرل کو رٹیز باہر آیا تو ہولٹز اس کے پاس گیا۔ جنرل نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر اچانک اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور سنجیدہ لہجے میں کہا، ”مجھے افسوس ہے، ہولٹز۔ تمہیں اس کام کے لیے تمغہ ضرور دیا جائے گا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تم مجھے مایوس نہیں کرو گے۔ اس لیے میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔ اگر تمہیں کچھ ہو جائے، تو کیا میں کسی کو تمہارا پیغام پہنچا دوں؟“

ہولٹز نے شکریہ ادا کیا، اس کے ہونٹ سخت ہو گئے، اور اس نے اپنی جیب سے ایک لفافہ نکالا۔

”آپ کا بہت شکریہ، جناب،“ اس نے نرمی سے کہا۔ ”اگر میں مارا جاؤں اور اس سے پہلے نہ ہو پائے، تو یہ بہت مہربانی ہوگی اگر آپ یہ خط پہنچا دیں۔“

جنرل نے خط لیا اور کہا، ”میں خود پہنچاؤں گا۔ یہ کم از کم میں کر سکتا ہوں۔“ اس نے لفافے پر پتہ پڑھا۔

”سینیوریتا نینا ہو وورڈ... کیا وہ انگریز ہیں؟ تمہاری دوست؟“ جنرل نے ہولٹز کو ذرا عجیب نظروں سے دیکھا۔

ہولٹز نے سر ہلایا، ”جی جناب، وہ میری بہت عزیز دوست ہیں۔“ اس نے بہت آہستہ سے کہا۔ جنرل کو اس کی آواز میں لرزش محسوس ہوئی۔

”اگر آپ ان سے ملیں تو بس اتنا کہنا... کہ میں اپنا فرض ادا کر رہا تھا۔ مجھے لگتا ہے یہ بات انہیں اچھی لگے گی۔“

جنرل نے خط جیب میں رکھ لیا، ”ہاں، بالکل۔ تم اس پر بھروسہ رکھو۔ میں انہیں بتاؤں گا کہ تم ایک بہادر انسان کی طرح مرے، اپنا فرض ادا کیا، اور توپ کو بچایا... یہ بات انہیں خوش کرے گی۔“

ہولٹز نے ایک قدم آگے بڑھا کر ہلکے سے جنرل کے بازو کو چھوا، ”نہیں، توپ کا ذکر مت کرنا،“ اس نے سنجیدگی سے کہا۔

”وہ نہیں سمجھے گی۔ اس کے نزدیک میں توپ سے زیادہ اہم ہوں۔ صرف یہ کہنا کہ میں نے اپنا فرض نبھایا—یہی کافی ہوگا۔“

جنرل کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔ اس نے مختصر سا سر ہلایا اور خاموشی سے روانہ ہو گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

اب آنگن تقریباً خالی ہو چکا تھا۔ ہولٹز کو تنہائی کا احساس ہوا۔ وہ آہستہ آہستہ اس جگہ کی طرف بڑھا جہاں مینڈیٹا آخری سپاہیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ مینڈیٹا نے اسے آتے ہوئے دیکھا تو چہرہ بگاڑا، کیونکہ وہ مزید طنز برداشت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ہولٹز اس کے پاس آ کر ہاتھ بڑھا رہا تھا۔

”الوداع،“ اس نے آہستہ سے کہا، ”مجھے لگتا ہے پہاڑوں پر توپ لے جانا تمہارے لیے کافی مشکل ہوگا۔ میں تو یہیں ٹھہر کر زیادہ خوش ہوں۔“ پھر ہنستے ہوئے بولا، ”کتننا اچھا ہوا اگر تم اس توپ کو کسی کھائی میں گرا دو، ہے نا؟ آخر اتنی باتیں ہو چکی ہیں اس کے بارے میں۔“

مینڈیٹا نے شک کی نظر سے اسے دیکھا اور کہا، ”ایسا نہیں ہوگا۔ تم مجھ پر بھروسہ رکھ سکتے ہو، میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ اتنی قربانی کے بعد توپ کو چھوڑ دینا مناسب نہیں ہوگا۔“

ہولٹز نے ایک پتھر کو ٹھوکرا ماری اور بولا، ”لگتا ہے میں نے جنرل کی دل آزاری کر دی ہے۔“ پھر مسکرا کر کہا، ”خیر، وہ زیادہ دیر میرا پیچھا تو نہیں کرے گا، ہے نا؟“ مینڈیٹا نے آخری سپاہی کو دروازے سے گزرتے دیکھا اور پر سکون انداز میں اپنے گھوڑے کی لگام سنبھالی۔

”الوداع،“ اس نے کہا، ”مجھے یقین ہے تم یہ سب بخوبی سنبھال لو گے۔“

”الوداع،“ ہولٹز نے جواب دیا۔ ”تمہیں جلدی کرنی ہوگی۔“

مینڈیٹا فوج کے ساتھ روانہ ہو گیا، اور ہولٹز اپنے سپاہیوں کو ڈھونڈنے کے لیے واپس مڑا۔ وہ فارم ہاؤس کے سامنے میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔ لیوس گن اور ایک بڑی لکڑی کا صندوق اس کے ساتھ پڑا تھا۔

ہولٹز ان کے قریب آیا اور بولا، "ہم یہیں فارم ہاؤس میں مورچہ بند ہوں گے۔ جب تک لیوس گن چلتی رہے گی، دشمن آگے نہیں آ سکے گا۔ اسے اوپر والے کمرے میں لے جا کر سیٹ کرو، کھڑکیاں بند کر دو۔ یہیں سے ہم دفاع کریں گے۔ پانی اور کھانے کا بندوبست بھی کر لو۔ تم سب جانتے ہو کیا کرنا ہے۔ ڈیڈوس کو میرے ساتھ چھوڑ دو، باقی سب کام پر لگ جاؤ۔"

اس نے ڈیڈوس کی طرف دیکھا، جو عمر میں تو چھوٹا تھا، لیکن اس کے سخت چہرے اور سانپ جیسی آنکھوں نے اسے بڑا دکھایا۔

"کیا تمہیں ڈائنامائٹ کا استعمال آتا ہے؟" ہولٹز نے پوچھا۔

ڈیڈوس نے سر ہلایا۔ "جی، لیفٹیننٹ، مجھے اچھی طرح آتا ہے۔"

"فارم میں ڈائنامائٹ رکھا ہے، وہ لے آؤ۔ اس کے ساتھ ایکسپلوڈر، کچھ کیپس، اور ایک بیلچہ بھی۔"

ڈیڈوس فارم ہاؤس گیا اور جلد ہی ایک بڑا بورا لادے اور ہاتھ میں بیلچہ لیے واپس آ گیا۔

ہولٹز نے اس سے بیلچہ لیا اور بولا، "میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دونوں فارم ہاؤس سے مخالف سمت میں، جہاں سے فوج جا چکی تھی، ایک خراب راستے پر چلنے لگے۔ تقریباً دو سو قدم چلنے کے بعد ہولٹز رک گیا اور بولا، "یہاں ایک ماتن لگانی ہے۔ اسے بہت احتیاط سے لگانا تاکہ نظر نہ آئے۔ سارا ڈائنامائٹ استعمال کرنا۔ پھر فارم تک ایک کیبل بچھانا۔ میں نہیں جانتا کہ کتنا تار ہے، لیکن امید ہے کافی ہوگا۔ سب کام جلدی مکمل کرو، وقت نہیں ہے۔ سمجھ گئے؟"

ڈیڈوس نے مسکرا کر کہا، "جی لیفٹیننٹ، فوراً کروں گا۔"

ہولٹز واپس فارم ہاؤس کی طرف دوڑا۔ اُسے حیرت ہوئی کہ وہ اس لمحے خوش محسوس کر رہا تھا۔ اتنے دنوں کی تھکا دینے والی پسپائی کے بعد یہ مشن اسے ایک نیا جذبہ دے رہا تھا۔

اوپر فارم میں، کاسٹر نے یوس گن تیار کر دی تھی، فرینڈز کو کھڑکیاں بند کر رہا تھا، اور گلز پانی کے ڈول لا رہا تھا۔

فارم ہاؤس کی دیواریں بہت موٹی تھیں، اس لیے جب تک پابلو اپنی توپوں کا استعمال نہ کرتا، ہولٹز اور اس کے ساتھیوں کے پاس کچھ گھنٹے تک وہاں دفاع کرنے کا اچھا موقع تھا۔

ہولٹز نے وہ سامان چیک کیا جو جنرل ان کے لیے چھوڑ گیا تھا۔ وہاں چار آدمیوں کے لیے کافی راشن موجود تھا۔ یہ کافی تھا، کیونکہ ہولٹز کا ارادہ بہت دیر تک رکھنے کا نہیں تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ ہارمان رہا تھا—اس نے یہ سوچ کر ناپسندیدگی سے منہ بنایا۔ وہ جانتا تھا کہ پابلو بہت ظالم ہے، اور اگر وہ پکڑا گیا، تو رحم کی کوئی امید نہیں۔ پابلو کے بارے میں ایک کہانی مشہور تھی، جو ہولٹز کو کئی بار سننے کو ملی تھی۔ وہ اچھی طرح یاد کرتا تھا کہ پہلی بار یہ کہانی اس نے کب سنی تھی۔ اُس وقت وہ اگلے محاذ پر حملے کی تیاری کر رہا تھا—ایک ایسا حملہ جو بعد میں ناکام ہو گیا۔ دن بھر وہ گھوڑوں، توپوں اور سپاہیوں کی تیاری دیکھتا رہا، اور شام کو جب وہ آگ کے قریب بیٹھا آرام کر رہا تھا، تو اس کا ساتھی افسر، ساٹلیز، پابلو کے بارے میں بات کرنے لگا۔

ساٹلیز نے کہا، "میں نے اس آدمی کے بارے میں کافی جاننے کی کوشش کی ہے۔ وہ مجھے دلچسپ لگا۔ میں یہ سمجھنا چاہتا تھا کہ وہ لڑائی میں اتنا کامیاب کیوں ہے؟ کورٹیز نے کئی بار اسے شکست دینے کی کوشش کی، لیکن ہمیشہ ناکام رہا۔"

”تو میں نے اس کے بارے میں معلومات جمع کرنا شروع کیں۔ میں یہ تو نہیں جان پایا کہ وہ کورٹیز سے بہتر جرنیل کیوں ہے، لیکن میں نے اس کے بارے میں ایک چھوٹی سی کہانی سنی۔ اس کہانی سے میری یہ سوچ مضبوط ہوئی کہ وہ جرنیل جو دشمن میں خوف پیدا کرے، وہ زیادہ کامیاب ہوتا ہے اُن جرنیلوں سے جن کی صرف تعریف کی جائے۔“

ہولٹز نے قدرے جھنجھلا کر کہا، ”لیکن کورٹیز کی تو کوئی تعریف کرتا ہی نہیں۔ کیا تم ان دونوں کا موازنہ کر رہے ہو؟“

سانٹیز نے جواب دیا، ”نہیں، کورٹیز تو سیدھا سادہ احمق ہے۔ ان دونوں کا کوئی مقابلہ نہیں۔“

ہولٹز نے کہا، ”میں نے سنا ہے کہ پابلو بہت ظالم ہے۔ اس نے بڑی سفاکی کی ہے۔“

سانٹیز نے سر ہلا کر کہا، ”ہاں، بالکل۔ میں تمہیں ایک واقعہ سناتا ہوں جو مجھے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا، وہ پابلو کے فوجی کیمپ سے ہمارے قبضے میں آیا تھا۔“

”ہوا کچھ یوں کہ ہماری ایک چھوٹی سی فوج نے پابلو کی ایک بڑی پیش قدمی کو روک دیا۔ وہ چھوٹی جماعت مین فوج سے الگ تھی، اور ایک پہاڑی پر چھپی ہوئی تھی جہاں وہ محفوظ تھی۔ پابلو کو یہ بات بہت بری لگی کہ اتنی تھوڑی تعداد میں سپاہی اس کی بڑی فوج کو روکنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ اتنا ناراض ہوا کہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ان چھپے ہوئے سپاہیوں پر حملہ تو کرے گا، لیکن اب مزید اپنے آدمی نہیں کھولے گا۔“

کالونی زیادہ دور نہیں تھی، اور پابلو نے اپنے کچھ سپاہی بھیجے جو وہاں سے بہت سے بوڑھے مرد، عورتیں اور بچے لے آئے۔ اس نے ان معصوم لوگوں کو اپنی فوج کے آگے کر دیا اور انہیں پہاڑ کی طرف دھکیلنے لگا، تاکہ وہ ہمارے سپاہیوں کے سامنے آجائیں۔

ہماری فوج کے لوگ ظاہر ہے کہ ان پر گولی نہیں چلانا چاہتے تھے، لیکن جیسے جیسے وہ قریب آتے گئے، اُن کے پاس اور کوئی راستہ نہ بچا۔ انہیں مجبوراً فائرنگ کرنی پڑی۔ یہ ایک بہت دردناک منظر تھا— عورتیں اور بچے گولیوں کی بوچھاڑ میں گرتے جا رہے تھے۔ پہلی فائرنگ کے بعد سپاہیوں نے مزید گولیاں چلانے سے انکار کر دیا۔ وہ کھڑے ہو گئے اور ہتھیار ڈال دیے۔ ان کے افسر نے ان سے کہا کہ لڑائی جاری رکھیں، لیکن کسی نے اس کی بات نہ مانی۔ وہ سب بہت پریشان تھے— شاید اس لیے بھی کہ ان معصوم لوگوں میں ان کے اپنے رشتہ دار بھی ہو سکتے تھے۔

پابلو کے سپاہی ان سولہ سپاہیوں کو گرفتار کر کے اس کے سامنے لے آئے۔ وہ سب بہادر لوگ تھے جنہوں نے اپنی ذمہ داری نبھائی تھی، لیکن اب وہ پابلو کے رحم و کرم پر تھے۔ پابلو نے فیصلہ کیا کہ ان سب کو مار دیا جائے۔

وہ سب سپاہی دو قطاروں میں کھڑے تھے، اور انتظار کر رہے تھے کہ ان کو کیسے مارا جائے گا۔

ان کا افسر حوصلے سے کھڑا رہا، اور پابلو کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نفرت سے دیکھا۔

پابلو نے حکم دیا کہ سولہ گھوڑے لائے جائیں۔ ہر سپاہی کو الٹا کر کے اس کے پاؤں گھوڑے کی زین سے باندھ دیے گئے۔ پھر پابلو نے گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا، اور گھوڑے ان سپاہیوں کو کھسیٹتے ہوئے پتھر لیے راستے پر دوڑنے لگے۔ یہ موت بہت تکلیف دہ تھی۔

یہ پابلو کی سنگدلی کی صرف ایک مثال تھی۔ اس سے بھی زیادہ ہولناک واقعہ وہ تھا جب اس نے ایک چھوٹے گاؤں پر قبضہ کیا۔

اس نے وہاں کے تمام لوگوں کو مار ڈالا۔ عورتوں کے ساتھ انتہائی ظلم کیا گیا۔ جب اس کے سپاہیوں نے اپنی درندگی پوری کر لی، تو پابلو نے عورتوں کو ننگا کر

کے گاؤں کی گلی میں مارچ کروایا۔ پھر ان پر خاردار تاروں سے کوڑے برسائے گئے، یہاں تک کہ وہ مر گئیں۔ بچوں کو ایک بڑی آگ میں پھینک دیا گیا، جہاں وہ اپنی ماؤں کو پکار پکار کر جل کر ختم ہو گئے۔ مردوں کو ریت میں زندہ دفن کر دیا گیا اور وہ سانس نہ ملنے کی وجہ سے مر گئے۔

یہ پابلو کے ظلم کا سب سے سیاہ دن تھا۔
یہ اور اسی طرح کی کئی کہانیاں ہولٹز نے پابلو کے بارے میں سنی تھیں۔
اس کے لیے ہتھیار ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اگر حالات بہت خراب ہو جائیں، تو وہ سوچتا تھا کہ مرجانا بہتر ہے۔

اس کے دل میں یہ سوال تھا کہ کیا وہ واقعی خود کو مارنے کی ہمت رکھتا ہے؟ اسے یقین تھا کہ وہ ایسا کر پائے گا، لیکن جب تک اس نے ٹھنڈی بندوق اپنی کپٹی پر رکھ کر خود پر تان نہ لی، وہ یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا۔

وہ امید کرتا تھا کہ جب وقت آنے لگا، وہ اتنی ہمت ضرور جمع کر لے گا۔
ہولٹز کے خیالات میں اس وقت خلل پڑا جب سپاہی کا سٹر اندر آیا۔ "لیوس گن تیار ہے، لیفٹیننٹ،" اس نے کہا۔

"کیا میں کسی سپاہی کو پہرہ پر لگا دوں؟"
ہولٹز نے سر ہلایا۔ "ہاں، گولز کو بھیجو۔ اسے سڑک کے نیچے اس جگہ پر تعینات کرو جہاں سے وہ کافی دور تک دیکھ سکے۔ اگر اسے دشمن آتا ہوا دکھائی دے تو فوراً واپس آ جائے۔ اور یہ بھی دیکھنا کہ ڈیڈوس کیا کر رہا ہے۔ میں نے اسے ڈائنامائٹ کے ساتھ چھوڑا تھا۔"

کاسٹر اباہر چلا گیا۔ ہولٹز اس سے مطمئن تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کاسٹر ازمہ دار ہے، خاص طور پر ایسے وقت میں جب حملے کی تیاری ہو رہی ہو۔

ہولٹز نے یوس گن چیک کی اور کھڑکی کے پاس گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا، جس سے سڑک صاف نظر آرہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ڈیڈوس زمین پر گھٹنے ٹیک کر کام کر رہا ہے، اور تھوڑی دور گولز ایک اونچی جگہ کی طرف جا رہا تھا تاکہ پہرہ دے سکے۔

سورج بہت تیز تھا اور ہر چیز کی لمبی سیاہ پہچائیاں بن رہی تھیں۔ آسمان بالکل صاف تھا، ایک بھی بادل نہیں تھا۔

یہ منظر جنگ جیسا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ فارم ہاؤس کے آنگن کو دیکھتے ہوئے ہولٹز کو ایک عجیب سا دکھ محسوس ہوا۔

سب کچھ بے مقصد لگنے لگا۔ جیسے کوئی مذاق ہو رہا ہو۔

اس کی سفید اور سنہری وردی بھی اب بے معنی لگ رہی تھی۔

اچانک اسے نینا کی یاد آئی، اور اسے بہت شدت سے اس سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ وہ بہت واضح انداز میں نینا کو اپنے ذہن میں دیکھ سکتا تھا — لمبی، سیاہ بالوں والی، اور خوش مزاج۔ ہاں، وہ واقعی بہت خوش طبع لڑکی تھی۔ ہولٹز نے صرف ایک بار اسے اداس دیکھا تھا، جب وہ الوداع کہہ رہا تھا۔

اُس وقت نہ وہ جانتے تھے، نہ ہی کوئی بتا سکتا تھا کہ وہ دوبارہ کب ملیں گے۔

ہولٹز سوچ رہا تھا کہ جنگ کی سب سے بڑی اذیت یہی "نہ جاننا" ہے۔

وہ جانتا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں نینا کو تکلیف ہوگی۔ اُس کے بغیر رہنا، اُس کی محبت اور ساتھ کے بغیر وقت گزارنا آسان نہیں ہوگا۔

لیکن جب تک خبر نینا تک پہنچے گی، شاید وہ خود سب کچھ سہ چکا ہوگا، اور ایسی حالت میں ہوگا جہاں مزید کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ نینا اسے کتنی دیر یاد رکھے گی۔ کیا وہ اُس کے لیے زندگی بھر غم کرے گی؟

اس خیال کو وہ خود بھی بے وقوفی سمجھتا تھا۔ وہ یہ نہیں چاہے گا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اُداس رہے — یا شاید چاہے گا؟ اسے خود بھی اس کا یقین نہیں تھا۔ اگر وہ مینڈیٹا جیسا ہوتا، تو شاید نینا کے بارے میں اتنا نہ سوچتا۔ کیوں کہ مینڈیٹا نے شاید کبھی کسی سے سچی محبت ہی نہیں کی تھی۔

ہولٹز ایک عام عاشق جیسا نہیں تھا۔ وہ صرف اس لیے نہیں لڑ رہا تھا کہ اس کی موت پر کوئی اور روئے گا۔ وہ جانتا تھا کہ محبت کرنا ایک اضافی ذمہ داری ہے، لیکن پھر بھی اسے کوئی افسوس نہیں تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی زندگی مختلف ہوتی۔ جب کوئی کسی سے سچی محبت کرتا ہے جیسے ہولٹز نے نینا سے کی تھی، تو زندگی بہت واضح اور صاف محسوس ہونے لگتی ہے۔ ہر چیز کا مطلب گہرا ہو جاتا ہے۔ اسے اپنے دل میں ایک سکون محسوس ہوتا تھا، کیونکہ وہ ایک ایسی بات پر یقین رکھتا تھا جس پر وہ شک نہیں کرتا تھا۔ نینا اس سے محبت کرتی ہے، اور وہ نینا سے محبت کرتا ہے۔ یہ کوئی وقتی یا جذباتی جذبہ نہیں تھا، بلکہ ایک سچا اور گہرا رشتہ تھا، جو ان دونوں کو ایک دوسرے کے بہت قریب لے آیا تھا۔

یہی احساس تھا جو انہیں ایک خاص سمجھ بوجھ اور قربت دیتا تھا، جو بہت کم لوگوں کے درمیان ہوتی ہے۔

لیکن پھر سوال یہ تھا کہ اُس نے یہ خطرناک انقلاب کیوں قبول کیا؟ اس نے اتنی مشکل اور ناامید جنگ کا حصہ بننے کا فیصلہ کیوں کیا؟ شاید اس لیے کہ وہ اپنے لیے سب سے مشکل راستہ چن کر خود کو ثابت کرنا چاہتا تھا۔

نینا کئی راتوں تک اس کی باتیں سنتی رہی تھی۔ وہ دونوں کیفے یا نینا کے بڑے بیڈروم میں بیٹھ کر بات کرتے، اور انقلاب کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔

نینا دیکھ سکتی تھی کہ ہولٹز آہستہ آہستہ اس لمحے کی طرف بڑھ رہا ہے جب اسے دوبارہ اپنی رجمنٹ (فوجی دستے) میں جانا ہوگا۔

وہ دونوں امریکہ جا کر سب کچھ چھوڑ سکتے تھے، ایک نئی زندگی شروع کر سکتے تھے — لیکن نینا جانتی تھی کہ ہولٹز ایسا نہیں کرے گا۔

وہ جانتی تھی کہ جب تک وہ اپنے جنرل کے ساتھ کھڑا نہیں ہوتا، وہ مطمئن نہیں ہو سکتا۔

ہاں، وہ کورٹیز کے لیے کوئی خاص جذبہ نہیں رکھتا تھا — لیکن اس کے دل میں یہ بات واضح تھی کہ ایک افسر ہونے کے ناطے، اسے اپنی ذمہ داری سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

اور یہی سوچ اسے واپس لے آئی۔

انہوں نے ایک رات الوداع کہا تھا۔ نینا اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ کورٹیز کے ہیڈ کوارٹر گئی تھی، اور وہاں اس نے کورٹیز کو بتایا کہ چاہے وہ کتنا بھی اچھا لڑیں، پابلو ان کے لیے بڑا مسئلہ بننے والا ہے۔

یہ سب کچھ ایک بے یقینی میں شروع ہوا، لیکن ہولٹز کے لیے یہ اہم نہیں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ دل سے صحیح کام کر رہا ہے۔

ہولٹز کو ماضی کے خیالات سے باہر آنا پڑا کیونکہ ڈیڈوس اپنا کام مکمل کر چکا تھا اور فارم کی طرف واپس آ رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے ہوئے آ رہا تھا اور ساتھ ساتھ تار کا گولا کھول رہا تھا۔

ہولٹز مڑا، ناہموار سیڑھیاں اتر کر آنگن پار کیا تاکہ ڈیڈوس سے مل سکے۔
ڈیڈوس فارم کے دروازے کے قریب رکا اور کہا، ”تار یہاں تک پہنچ گئی ہے۔“

ہولٹز نے اندازہ لگایا کہ یہ ٹھیک ہے۔

”تمہیں یہیں چھپنا ہوگا،“ اُس نے کہا۔ ”جیسے ہی دشمن بڑی تعداد میں مائن (بارودی سرنگ) کے اوپر سے گزرے، تم اسے دھماکے سے اڑا دینا۔ پھر فوراً فارم ہاؤس واپس آ جانا۔“

ڈیڈوس نے ہولے سے مسکرا کر کہا، ”ٹھیک ہے لیفٹیننٹ، میں یہ کام بہت اچھے سے کروں گا۔“

اس کا سخت اور بتلا چہرہ آج خوش دکھائی دے رہا تھا۔ ہولٹز نے مائن کا جائزہ لیا اور واقعی محسوس کیا کہ ڈیڈوس نے زبردست کام کیا ہے۔

اس نے اسے یہ بات بتائی تو ڈیڈوس پھر سے مسکرا دیا۔ لگتا تھا آج کا دن اس کے لیے اچھا ہے۔

ہولٹز نے ایکسپلوڈر سے تاریں جوڑنے میں اس کی مدد کی اور ہدایت دی، ”تم میرے اشارے کا انتظار کرو گے۔ یہاں سائے میں بیٹھنا۔ جب گولز اشارہ دے کہ دشمن آ رہا ہے، تم فوراً اپنی جگہ لے لینا۔ جب میں زور سے سیٹی بجاؤں، فوراً مائن کو اڑا دینا۔ سب سمجھ گئے؟“ ڈیڈوس نے اعتماد سے سر ہلایا، ”یہ تو بہت آسان ہے۔“

پھر وہ سائے میں ایسے بیٹھ گیا جیسے اسے کسی چیز کی فکر نہ ہو۔ ہولٹز واپس اُس کمرے میں آیا جہاں یوس گن رکھی تھی اور اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اس نے گولیوں کی بیلٹ چیک کی اور تین کارتوس الگ کر دیے جو شاید پھنس سکتے تھے۔ پھر اس نے سکون سے سگریٹ جلائی۔

جنگ ہمیشہ ایسے ہی ہوتی ہے — لمبے لمبے انتظار کے لمحات۔ کبھی حکم کا انتظار، کبھی دشمن کا، اور کبھی چھٹی کا۔

اور ان سب میں چھٹی کا انتظار سب سے زیادہ خوشی دیتا تھا۔

ہولٹز نے نینا کو تین مہینے سے نہیں دیکھا تھا، اور یہ وقت بہت لمبا ہو چکا تھا۔ اب اس کے دل اور جسم دونوں میں ٹپ تھی—صرف اس لمحے کے لیے جب وہ نینا کو دوبارہ گلے لگا سکے گا۔

عام طور پر ہولٹز کو لمبے وقت تک اکیلا رہنے سے فرق نہیں پڑتا تھا، لیکن وہ وقت نینا سے ملنے سے پہلے کا تھا۔

اب، نینا سے دوری برداشت کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ یہ صرف جسمانی خواہش کی بات نہیں تھی۔

نینا بہت خوبصورت تھی، لیکن اصل بات یہ تھی کہ اُس کے ساتھ رہنا ایک خاص اور الگ تجربہ تھا، جو ہولٹز کو پہلے کبھی کسی عورت کے ساتھ محسوس نہیں ہوا۔

نینا کے ساتھ وہ ایسے محسوس کرتا جیسے وہ کسی تیز بہتے سمندر میں بہہ رہا ہو—آوازیں، جذبات، سب کچھ اسے اپنے ساتھ ہالے جاتے تھے۔

وہ اس کے ساتھ مکمل طور پر خود کو آزاد محسوس کرتا تھا۔ کوئی جھجک نہیں، کوئی دکھاوا نہیں۔

پہلے وہ ہمیشہ خود کو دوسروں کی نظروں سے دیکھتا تھا، جیسے خود پر تنقید کر رہا ہو کہ کیا وہ اچھا عاشق ہے یا نہیں۔

لیکن نینا کے ساتھ، وہ صرف خود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس سے دوری اسے اتنی تکلیف دے رہی تھی—کیونکہ شاید یہ لمحہ، یہ تعلق، دوبارہ کبھی نہ ملے۔

یہ یادیں اس لیے قیمتی تھیں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ نینا کو دوبارہ کب دیکھے گا، یا کیا کبھی دیکھ بھی سکے گا۔

اس نے اپنی کلانی پر بندھی گھڑی دیکھی۔ جنرل کو ریٹائر کو گئے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

اب گیارہ گھنٹے باقی تھے—پھر شاید وہ بھی یہاں سے نکل سکتا تھا۔

اس نے خود سے سوچا، فرض کرو پابلو نے حملہ نہ کیا؟ فرض کرو وہ واقعی بچ نکلے اور پہاڑ پار چلے گئے، تو وہ پھر کبھی ایسا دن نہیں جھیلے گا۔
وہ فوراً نینا کے پاس جائے گا، اور دونوں سرحد پار جا کر نئی زندگی شروع کریں گے۔

انقلاب کو ہمیشہ کے لیے پیچھے چھوڑ دیں گے۔ کیا اس نے انقلاب کے لیے کافی قربانیاں نہیں دی تھیں؟
ایک آدمی اکیلا انقلاب کو کامیاب نہیں بنا سکتا، چاہے وہ جتنا بھی لڑے۔
نہیں — اب وہ نینا کے پاس جائے گا، اور اس سب کو پیچھے چھوڑ دے گا۔
اسی دوران، پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا گولز بالکل ساکت تھا، فارم کی طرف پیٹھ کیے ہوئے۔

ہولٹز اُسے یوں ہی بے دھیانی سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کا دل زور سے دھڑکا — گولز گھوم کر فارم کی طرف دوڑنے لگا۔
اس کے قدموں کے نیچے سے گرد اڑنے لگی۔ ایک ہاتھ سے وہ اشارہ کر رہا تھا، اور دوسرے ہاتھ میں رائفل تھامی ہوئی تھی۔
ہولٹز فوراً سمجھ گیا کہ کیا ہونے والا ہے۔

اس کی بغلوں میں ٹھنڈا پسینہ آگیا، اور اس کا منہ خشک ہو گیا۔
وہ تیزی سے لیوس گن کے پیچھے بیٹھ گیا اور گن کے فائرنگ لیور کو سختی سے تھام لیا۔

گولز ڈیڈوس کے پاس سے دوڑتا ہوا گزرا اور کچھ کہا۔ ڈیڈوس فوراً کھڑا ہوا اور ایکسپلوڈر کی طرف دوڑ گیا۔

ہولٹز نے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی — جیسے وہ خوش تھا۔ اسے پابلو کا خوف نہیں تھا، نہ ہی موت کا۔ وہ پوری تیاری سے تیار تھا۔ شاید جب ہولٹز مارا جائے، تو کوئی ایسا نہ ہو جو اس کی موت سے اندر سے تھوڑا سا مر جائے۔

اسی وقت گولز فارم تک پہنچ چکا تھا، اور ہولٹز نے اسے کاسٹر اسے بات کرتے سنا۔

کاسٹر اوپر آیا۔ اس کا چہرہ بالکل سنجیدہ تھا، اور اس نے کڑک سے سلام کیا۔
 "ایک گروپ گھڑ سواروں کا آ رہا ہے،" اس نے بتایا۔ "وہ تھوڑے فاصلے پر ہیں۔ کیا میں آگے جا کر ان کی صحیح تعداد معلوم کروں؟"
 ہولٹز نے اثبات میں سر ہلایا۔

"فوراً واپس آ کر رپورٹ دینا،" اُس نے کہا۔ وہ چاہتا تھا کہ کاسٹر اس کے چہرے پر کوئی پریشانی نہ دیکھے۔
 "احتیاط کرنا کہ وہ تمہیں نہ دیکھ لیں۔"

یہ بات شاید تھوڑی عجیب تھی، لیکن ہولٹز ایسا ظاہر کرنا چاہتا تھا جیسے وہ پورے اعتماد سے سب کچھ کنٹرول کر رہا ہو، نہ کہ وہ دل میں یہ چاہتا ہو کہ کاش وہ یہاں سے میلوں دور ہوتا۔

کچھ منٹ بعد کاسٹر واپس آیا۔ "یہ ایک گشتی دستہ ہے،" اُس نے کہا۔ "تقریباً پندرہ سوار ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی بڑی فوج نظر نہیں آرہی۔"
 یہ سن کر ہولٹز کھڑا ہو گیا۔ یہ صورتحال اُس کے اندازے سے مختلف تھی۔
 اس نے تو بڑی فوج کے لیے ایک زبردست بارودی مائن لگا رکھی تھی، مگر یہاں تو صرف ایک چھوٹا سا دستہ آ رہا تھا۔

اب مائن کو چلانا فضول تھا، اس لیے اس نے کاسٹر کو کہا کہ وہ ڈیڈوس کو واپس بلا لے۔

"لیوس گن ان کے لیے کافی ہے،" ہولٹز نے کہا۔
 "اپنی رائفیں لے لو اور سڑک کے ارد گرد پوزیشن سنبھالو۔ جب وہ ہماری گولیوں کی پہنچ میں آجائیں، تو میں گن سے پہلے حملہ کروں گا، پھر تم لوگ باقی بچ جانے والوں کو ختم کر دینا۔"

ہولٹز نے دیکھا کہ کاسٹر نے سپاہیوں کو اچھی طرح چھپا دیا۔ ڈیڈوس نے اپنی رائفل اٹھائی اور ایک پرانے لوہے کے بڑے ڈرم کے پیچھے چھپ گیا، جو پہلے پٹرول رکھنے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ ہولٹز اسے با آسانی دیکھ سکتا تھا۔

ڈیڈوس کے چہرے پر ایک سخت اور درندے جیسی تیوری تھی۔ ہولٹز نے اندازہ لگایا کہ وہ اس بات پر ناراض ہے کہ وہ مائن کو استعمال نہیں کر سکا۔

ہولٹز نے لیوس گن کا رخ سڑک کے بیچ میں کر دیا۔ وہ امید کر رہا تھا کہ دشمن کے گھڑ سوار ایک ہی جگہ ہوں، تاکہ وہ ایک ساتھ مارے جاسکیں۔

اب کسی قسم کا خطرہ مول لینا درست نہ تھا، کیونکہ یہ ممکن تھا کہ پابلو کی پوری فوج جلد ہی پہنچ جائے۔ یہ ضروری تھا کہ یہ گشتی دستہ فوراً ختم کر دیا جائے، تاکہ کوئی بھی زندہ نہ بچے جو جا کر پابلو کو خبردار کر سکے۔

وقت بہت لمبا لگ رہا تھا۔ پھر اچانک گھڑ سوار پہاڑی کی چوٹی پر دکھائی دیے۔ وہ دو قطاروں میں آرام سے نیچے اتر رہے تھے۔ ان کے انداز میں کوئی جلدی نہیں تھی۔ ان کی رائفلیں پشت پر بندھی تھیں، اور ایسا لگ رہا تھا جیسے انہیں ذرا بھی اندازہ نہیں کہ ان پر گھات لگا کر حملہ ہونے والا ہے۔

ہولٹز نے گن کا نشانہ درست کیا۔

”دولبے برسٹ (فائر) کافی ہوں گے،“ اُس نے سوچا۔

اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا ہے، جیسے پسلیوں سے ٹکرا رہا ہو۔ اس کے ہاتھ فائرنگ لیور کو اتنی زور سے پکڑے ہوئے تھے کہ درد ہونے لگا تھا۔

وہ اس وقت تک انتظار کرنا چاہتا تھا جب تک گھڑ سوار مائن سے صرف بیس فٹ کے فاصلے پر نہ آجائیں، تاکہ وہ ڈیڈوس کے کام میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔

اب وہ گھڑ سواروں کو صاف صاف دیکھ سکتا تھا۔ وہ سب جوان، سخت اور بے رحم نظر آ رہے تھے۔

ان میں سے ایک آہستہ آواز میں اداس گیت گارہا تھا۔ گھوڑے تھکے ہوئے لگ رہے تھے، ان کے جسم پسینے سے چمک رہے تھے، اور وہ بار بار سر جھٹک رہے تھے۔ گھوڑے بہت اچھے نسل کے تھے، اور ہولٹز نے خود بخود گن کا نشانہ تھوڑا اوپر کر دیا، کیونکہ وہ گھوڑوں سے محبت کرتا تھا۔ کسی گھوڑے کو مارنا اسے پابلو کے آدمی کو مارنے سے زیادہ تکلیف دہ لگتا تھا۔

اب دشمن صرف چار قدم دور تھے۔ ہولٹز کے ہاتھ فائرنگ کے لیے تیار ہو گئے، اور پھر اچانک لیوس گن چلنے لگی۔ خاموشی میں گن کی آواز بہت زوردار تھی۔ چار گھڑ سوار ایسے گرے جیسے کھلونوں کی گڑیاں زمین پر پھینکی گئی ہوں۔ باقی گھڑ سوار گھبرا گئے۔ گھوڑے اچھلنے لگے، اور سوار ایک ساتھ ریوالور نکالنے اور گھوڑوں کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگے۔ سڑک پر دھول اڑنے لگی، اور ہولٹز نے اپنے سپاہیوں کی رائفلوں کی آواز سنی — وہ بھی فائرنگ شروع کر چکے تھے۔

ہولٹز نے جلدی سے گن کا زاویہ بدلا اور فائرنگ جاری رکھی۔ تین گھوڑے زور زور سے چلاتے ہوئے زمین پر گرے۔ ان کے سوار دوسرے گھوڑوں کے نیچے آ گئے اور کچلے گئے۔ ہولٹز نے دانت بھیجنے لیے اور باقی آٹھ سپاہیوں پر فائر مرکوز کر دیا۔

وہ اب صدمے سے نکل چکے تھے اور گھوڑوں سے اتر کر سڑک پر لیٹ گئے تھے۔ تب اچانک لیوس گن رک گئی۔ ایک خراب کار تو س نے گن کو جام کر دیا تھا۔ ہولٹز گھبرا گیا۔ پسینے سے بھگے ہاتھوں سے وہ گن کو کھینچتا رہا، لیکن کار تو س بری طرح پھنسا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنا ریوالور نکالا اور اس کے دستے سے کار تو س پر ضرب لگائی۔

بالآخر وہ اسے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس دوران، وہ راتوں کی آواز سنتا رہا اور دل میں دعا کرتا رہا کہ اس کے ساتھی وہ کام پورا کر دیں جو وہ خود نہ کر سکا۔

جیسے ہی اس نے گن دوبارہ ٹھیک کی، اس نے نشانہ دوبارہ سیدھا کیا۔ اب سڑک پر صرف پانچ گھوڑے اور سات لاشیں پڑی تھیں۔ باقی دشمن غائب ہو چکے تھے۔ ہولٹز کھڑا ہوا اور کھڑکی سے باہر کا سڑا کو آواز دی۔

کچھ دیر بعد، کا سڑا اپنی پھپھنے کی جگہ سے نکلا اور زمین پر رہیٹا ہوا فارم ہاؤس کی طرف بڑھنے لگا۔

اسی وقت، سڑک کے دوسری طرف جھاڑیوں سے دو گولیاں چلیں۔ ہولٹز نے دیکھا کہ کا سڑا کے قریب زمین سے دھول اڑنے لگی، لیکن وہ فوراً کھڑا ہو کر تیزی سے فارم ہاؤس کے اندر آ گیا۔

ہولٹز نے گن کو گھما کر جھاڑیوں کی طرف فائرنگ کی، جہاں سے گولیاں آتی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ گولیاں لگنے سے جھاڑیاں ہلنے لگیں، لیکن کسی کے زخمی ہونے یا گرنے کی کوئی آواز نہیں آئی۔

اب فارم ہاؤس اور سڑک پر مکمل خاموشی چھا چکی تھی۔ سب اپنی جگہوں پر چھپے ہوئے تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ کون پہلے ظاہر ہوتا ہے۔

کا سڑا سیر پھیاں چڑھ کر اوپر کمرے میں آیا۔ اس نے زور سے سلام کیا اور چیخ کر کہا، ”یہ سب گھوڑوں کی وجہ سے ہوا، لیفٹیننٹ۔ گشتی دستے کے آٹھ آدمی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہم نے انہیں نشانہ بنانے کی کوشش کی، لیکن گھوڑے بیچ میں آ گئے۔ اب کیا حکم ہے؟“

ہولٹز لیوس گن کے پیچھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ”یہ گن تم سنبھالو،“ اس نے کہا۔ کا سڑا گن کے پیچھے بیٹھ گیا اور سوالیہ نظروں سے ہولٹز کی طرف دیکھنے لگا۔

”باقی سپاہی کہاں ہیں؟“ ہولٹز نے بلند آواز میں پوچھا۔
 کاسٹرانے جواب دیا، ”ڈیڈوس پٹرول والے ڈرم کے پیچھے ہے۔ گولز اور فرینڈو
 ایک پرانی گاڑی کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔ سب کو سڑک صاف دکھائی دے رہی
 ہے، لیفٹیننٹ۔“

ہولٹز نے اپنے چہرے سے پسینہ ایک پرانے رومال سے صاف کیا۔ وہ پریشان
 نظر آ رہا تھا۔

”بہتر ہوگا کہ سب اندر آ جائیں،“ اُس نے کہا۔ ”ہم بہت کم لوگ ہیں، اور الگ
 الگ رہنا خطرناک ہے۔ پابلو کی فوج کسی بھی وقت پہنچ سکتی ہے۔“

کاسٹرانے کندھے اچکاتے ہوئے کہا، ”اب انہیں ہلانا خطرناک ہوگا۔ فارم ہاؤس
 تک آنے کے لیے اُن کے پاس چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ہے، لیفٹیننٹ۔ سب زخمی
 ہو سکتے ہیں۔“

ہولٹز جانتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔
 اس نے غصے سے لیوس گن کو کوسا، ”اگر یہ لعنتی گن جام نہ ہوتی، تو ہم پورا گشتی
 دستہ ختم کر دیتے۔ اب ہم مشکل میں ہیں۔“

کاسٹرانے سر ہلایا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ وہ کورٹیز کی پھلی
 ناکامیوں کا اتنا عادی ہو چکا تھا کہ یہ نئی مشکل اس کے لیے حیران کن نہیں تھی۔
 اچانک جھاڑیوں کی طرف سے زوردار فائرنگ شروع ہو گئی، اور ہولٹز نے گولیاں
 دیواروں سے ٹکراتی محسوس کیں۔

”ان کے پاس خود کار رائفلیں ہیں،“ اُس نے کہا اور کاسٹرا کی طرف دیکھا، جس
 نے خاموشی سے پھر سر ہلایا۔

”انہیں جھاڑیوں سے باہر نکالو،“ ہولٹز نے کہا، ”بس یہی ایک راستہ ہے۔“

کاسٹرانے یوس گن کا رخ سڑک کے دوسری طرف بھاڑیوں کی طرف موڑا اور تیزی سے فائرنگ شروع کر دی، جیسے سیسے کی بارش ہو رہی ہو۔ گن کے شور سے ہولٹز کے کانوں میں گونج ہونے لگی اور دانت بجنے لگے۔

پھر خاموشی چھا گئی، لیکن اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ کوئی زخمی ہوا ہے یا نہیں۔

ہولٹز نے دیوار میں بنے ایک چھوٹے سوراخ سے باہر جھانکا۔ اسے لگا جیسے دائیں طرف کوئی حرکت ہوئی ہو۔

اس نے اپنا ریوالور نکالا، نشانہ لیا، اور فائر کر دیا۔ گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ہی ایک چیخ سنائی دی، اور ایک آدمی لمبی گھاس میں سے اٹھا، لڑکھڑایا، دو قدم چلا اور منہ کے بل گر گیا۔

کاسٹرانے ہولٹز کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر حیرت اور تعریف تھی۔

"بہت عمدہ نشانہ تھا، لیفٹیننٹ، واقعی بہت اچھا۔"

ہولٹز نے جواب دیا، "ابھی بھی سات باقی ہیں — اگر وہ مدد لینے نہیں گئے۔" کاسٹرانے کہا، "مجھے نہیں لگتا کہ وہ کہیں گئے ہوں گے۔ ان کے گھوڑے تو بھاگ چکے ہیں، اور اس گرمی میں زیادہ دوڑ سیدل نہیں جاسکتے۔ وہ ابھی یہیں ہوں گے۔" اچانک، ایک گول اور کالی سی چیز فضا میں اچھلی۔

ہولٹز یقین سے نہیں کہہ سکا کہ وہ کہاں سے آئی، لیکن اس نے اسے آہستہ آہستہ قوس بناتے ہوئے آتے دیکھا۔

وہ زور سے چلایا، "نیچے ہو جاؤ، بچو! یہ گر نیڈ ہے!"

گر نیڈ بہت طاقتور تھا۔ وہ سیدھا جا کر اس پرانی گاڑی کے پاس پھٹا جہاں گولز اور فرینڈو چھپے ہوئے تھے۔

دھماکے کے فوراً بعد دو چیخیں سنائی دیں، اور پھر گولز خوفزدہ ہو کر گاڑی کے پیچھے سے باہر دوڑ پڑا، اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے۔

ہولٹز نے چلایا، ”واپس جاؤ! پاگل مت بنو! واپس چھپ جاؤ“! لیکن گولزنخوف سے اتنا گھبرا چکا تھا کہ کچھ سن ہی نہ سکا۔

جھاڑیوں کی طرف سے ایک خودکار رائل سے دو گولیاں چلیں، اور گولزنسینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے زمین پر گر پڑا۔

ہولٹز نے غصے سے کہا، ”کبخت احمق، بے وقوف“! پھر وہ دوبارہ سوراخ کی طرف جھک گیا تاکہ دیکھ سکے فرینڈوز زندہ ہے یا نہیں۔ اسے لگا جیسے گاڑی کے پیہ کے قریب فرینڈوز کا بوٹ نظر آ رہا ہے، لیکن یقین نہیں ہو پایا۔ اس نے بے چینی سے کاسٹرا سے پوچھا، ”کیا لگتا ہے، وہ زندہ ہے؟“

کاسٹرا نے کہا، ”شاید بے ہوش ہو گیا ہو، لیفٹیننٹ۔ وہ گر نیڈ واقعی بہت زوردار تھا۔“

ہولٹز نے بے چینی سے ایک قدم دروازے کی طرف بڑھایا، پھر رک گیا۔ کاسٹرا نے سر ہلایا۔ ”نہیں، لیفٹیننٹ۔ آپ کو اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنی چاہیے۔ اگر فرینڈوز مرنے چکا ہے، تو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔“

ہولٹز افسردہ ہو کر دوبارہ سوراخ کی طرف جھکا۔

اب گاڑی کے پیہ کے پاس زمین پر ایک بڑا سرخ دھبہ بن چکا تھا۔

”دیکھو، خون بہہ رہا ہے۔ وہ زخمی ہے۔“

کاسٹرا نے سنجیدگی سے کہا، ”ہم کچھ نہیں کر سکتے۔“ اس کا چہرہ سخت اور افسوس ناک ہو گیا تھا۔

آدھے گھنٹے میں دو آدمی جا چکے تھے۔ یہ بہت برا دن تھا۔

ہولٹز نے کہا، ”بہت دھیان سے دیکھنا۔ اگر وہ دوبارہ گر نیڈ پھینکیں، تو فوراً فائر کرنا۔“

کاسٹرا ایوس گن کے پیچھے جھک کر بیٹھ گیا۔

اس نے گن کا نشانہ آہستہ آہستہ جھاڑیوں پر ادھر ادھر گھماتے ہوئے انتظار شروع کر دیا۔

چاروں طرف خاموشی چھا گئی۔ دونوں سپاہی چپ تھے، لیکن اندر سے بہت تناؤ میں اور پوری طرح چوکس تھے۔ پھر اچانک، سڑک کے بائیں طرف، فارم ہاؤس کے کافی قریب سے، ایک اور گرینیڈہوا میں آتا دکھائی دیا۔
کاسٹرا نے فوراً گن گھما کر تیزی سے فائرنگ کی۔ اسی لمحے، ایک دشمن سپاہی کھڑا ہوا، لیکن اگلے ہی لمحے منہ کے بل گر گیا۔ گرینیڈہ کی پر لگے لکڑی کے تختے سے ٹکرا کر زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔

ہولٹز نے دھماکے کی ہوا اپنے چہرے پر محسوس کی، اور لکڑی اور لوہے کے ٹکڑے اس کے قریب سے گزرے۔

دھماکے کی شدت سے وہ خود گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا۔
اس نے سنا کہ لیوس گن ایک طرف زور سے گری، اور کاسٹرا پیٹھ کے بل گرا پڑا۔
اس کا چہرہ خون میں لت پت تھا اور وہ کراہ رہا تھا۔

ہولٹز گھسٹ کر اس کے قریب پہنچا۔ اسے متلی محسوس ہو رہی تھی۔
کاسٹرا کے چہرے پر شدید چوٹیں آئی تھیں۔ وہ بم کے ٹکڑوں اور لکڑی کے چھنے سے بری طرح زخمی ہو گیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا چہرہ کسی بھاری چیز سے کچلا گیا ہو۔

ہولٹز جانتا تھا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا، پھر بھی اس نے کاسٹرا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "میں یہاں ہوں، سارجنٹ،" اُس نے پیار سے کہا۔ "حوصلہ رکھو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

یہ الفاظ صرف دل کو تسلی دینے کے لیے تھے، ورنہ وہ جانتا تھا کہ کچھ بھی ٹھیک نہیں ہونے والا۔

کاسٹرانے کپچاتی سانس لی اور اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ آہستہ سے بولا،
 "گن کا دھیان رکھنا... وہ پھر سے گرنیڈ پھینک سکتے ہیں... ان کے گرنیڈ بہت
 خطرناک ہیں، لیفٹیننٹ۔"

ہولٹز نے اپنی سفید وردی اتار کر کاسٹرا کے سر کے نیچے رکھ دی تاکہ اسے تھوڑا
 سکون ملے۔ "میں تمہارے پاس ہوں،" اُس نے کہا، "لیکن مجھے گن دوبارہ سیدھی
 کرنی ہے۔"

کاسٹرانے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ "میری آنکھیں ختم ہو گئی ہیں،" اُس نے سرگوشی
 کی۔ "میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا، لیفٹیننٹ۔ میں اب کچھ نہیں دیکھ سکتا۔"
 ہولٹز نے کہا، "نہیں، ایسا مت کہو،" اور جلدی سے گن کو دوبارہ سیدھا کیا۔
 گرنیڈ نے کھڑکی کے تختے میں ایک بڑا سوراخ کر دیا تھا۔

جیسے ہی وہ گن کو دوبارہ پوزیشن میں لایا، ایک رائفل کی گولی اس کے بہت قریب
 سے گزری اور پیچھے دیوار میں جا لگی۔ وہ فوراً جھک گیا اور آہستہ سے گالی دی۔ اس نے
 سوچا، "اگر پابلو کے سارے سپاہی ایسے ہی ہیں، تو کوئی حیرانی نہیں کہ وہ یہ انقلاب
 جیت رہا ہے۔"

زمین سے لگ کر، اس نے گن کو دوبارہ درست نشانے پر رکھا، پھر کاسٹرا کے
 پاس واپس آیا۔

وہ اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا اور پیار سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے
 پوچھا، "کیا میں تمہارے لیے کچھ کر سکتا ہوں، سارجنٹ؟"
 کاسٹرانے ہلکی سی مسکراہٹ دینے کی کوشش کی، لیکن وہ منظر بہت دردناک
 تھا۔

اس کے سیدھے اور بڑے دانت خون سے بھرے ہوئے تھے، اور جیسے ہی اس
 نے مسکرانے کے لیے ہونٹ اٹھائے، خون اس کے منہ کے کناروں سے بہہ کر
 اس کی میلی وردی پر ٹپکنے لگا۔

وہ آہستہ آواز میں بولا، "انہیں جیتنے نہ دینا، لیفٹیننٹ... میرا بدلہ لینا۔"
ہولٹزیہ منظر برداشت نہ کر سکا اور فوراً واپس لیوس گن کی طرف گھٹنے اور ہاتھوں کے بل لوٹ گیا۔

اس کے دل میں بس ایک ہی سوال تھا—ڈیڈوس کہاں ہے؟ ڈرم کے پیچھے اب وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ہولٹزیہ میں سے چپک کر گن پر ہاتھ رکھے انتظار کرنے لگا۔
کافی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر اچانک، ایک سپاہی درخت کے پیچھے سے نکل کر فارم ہاؤس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں خود کار رائفل تھی اور وہ چوکنالگ رہا تھا۔

ہولٹزیہ گن چلانے ہی والا تھا کہ نیچے سے رائفل کی آواز آئی، اور وہ سپاہی لڑکھڑاتا ہوا پیچھے درخت کی طرف گر گیا۔

ہولٹزیہ کو یقین ہو گیا کہ وہ زخمی ہو گیا ہے۔ اسے تسلی ہوئی—
ڈیڈوس ابھی زندہ ہے۔ شاید وہ فارم ہاؤس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔ لیکن ہولٹزیہ خود نیچے جا کر اسے اندر نہیں لاسکتا تھا، کیونکہ کسی بھی وقت دشمن حملہ کر سکتے تھے۔

پھر ایک اور گرینیڈ پھینکا گیا۔ اس بار صاف لگ رہا تھا کہ گرینیڈ کا نشانہ نیچے چھپا ہوا ڈیڈوس ہی تھا۔

ہولٹزیہ نے ایک خوف بھری چیخ سنی، پھر گرینیڈ زور سے پھٹا، اور اس دھماکے سے سارا فارم ہاؤس ہل گیا۔

غصے میں آ کر ہولٹزیہ نے جھاڑیوں کی طرف بھرپور فائرنگ کی۔
پھر نیچے جھک کر ڈیڈوس کو آواز دی، لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ "میرا خیال ہے، وہ بھی مارا گیا،" ہولٹزیہ نے کہا۔

"شکر ہے پابلو کی بڑی فوج نے ابھی تک حملہ نہیں کیا۔ یہ گشتی سپاہی ہی بہت ماہر ہیں۔"

لیکن کاسٹر اب جواب نہیں دے رہا تھا۔ وہ خاموشی سے مرچکا تھا، شاید اسی لمحے جب آخری گرنیڈ پھٹا تھا۔

ہولٹز نے سر موڑ کر اس کی طرف دیکھا، اور جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ کاسٹر اب نہیں رہا، اچانک اسے اپنے قدموں کے پاس کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔

ایک کالا، لمبا گرنیڈ اس کے بالکل قریب فرش پر گرا ہوا تھا۔ اسے بہت مہارت سے کھڑکی کے سوراخ سے اندر پھینکا گیا تھا، اور اب وہ صرف چند قدم کے فاصلے پر پڑا تھا۔

ہولٹز کے پاس نہ جھکنے کا وقت تھا، نہ بچنے کا کوئی موقع۔ اس کے لبوں پر صرف ایک لفظ آیا۔ "نینا۔"

لیکن وہ یہ لفظ بول بھی نہ پایا تھا کہ گرنیڈ زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ ایک تیز روشنی اور زوردار دھماکے کی آواز کے بعد، ہولٹز کو ہوش آیا۔ وہ کہنی کے بل اٹھ کر بیٹھ گیا اور دیکھا کہ لیوس گن ایک بار پھر دور جا گری ہے۔

اس کا ہاتھ کاسٹر کے خون آلود ہمرے پر جا پڑا۔ اس نے فوراً ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور کھڑا ہونے کی کوشش کی، لیکن جیسے ہی وہ ہلا، اس کے جسم میں ایک تیز درد کی لہر دوڑ گئی۔ اس کا سانس رک گیا اور وہ درد سے چیخنے ہی والا تھا۔

وہ وہیں رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی وردی کے سینے پر کئی خون آلود سوراخ تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ گرنیڈ کے چھوٹے دھماکے خیز ٹکڑے اس کے جسم کے اندر چلے گئے ہیں۔ وہ کہنیوں کے بل لیٹا رہا اور درد کے تھمنے کا انتظار کرنے لگا۔

اسی حالت میں، وہ آہستہ آواز میں بولا۔ "نینا، دیکھو، انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا۔"

وہ زخمی، اکیلا اور تھوڑا خوفزدہ تھا،

اس لیے نینا کو بار بار پکارنے لگا جیسے وہ اسے سن سکتی ہو۔

دھیرے دھیرے درد نے اسے ہوش میں واپس لادیا۔ تب اسے یاد آیا کہ دشمن کے گشتی سپاہی اب بھی باہر موجود ہیں۔ وہ کسی بھی وقت اندر آ کر یہ دیکھ سکتے تھے کہ کیا وہ مر چکا ہے یا نہیں۔

اسے فوراً گن دوبارہ پوزیشن پر لانی تھی، تاکہ وہ آخری بار دشمن کا مقابلہ کر سکے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ ہلے گا، تو درد ضرور ہوگا، لیکن اس نے خود کو تسلی دی، ”تھوڑی تکلیف برداشت کرنی ہوگی۔“

اس نے خود سے کہا۔ ”چلو، بازو ہلاؤ... آہستہ سے اٹھو... ہاں، ایسے۔

اوہ، یہ تو واقعی بہت درد دے رہا ہے... ہائے! ہائے! ہائے! وہ رونے لگا، مگر پھر بھی ہمت کر کے خود کو اوپر اٹھایا۔ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل آگے بڑھا۔ اس کے سینے سے خون ٹپک رہا تھا اور فرش پر گر رہا تھا۔

وہ چند لمحے اسی حالت میں رہا، اس کا سر نیچے جھکا ہوا تھا، تقریباً فرش کو چھو رہا تھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ گھسٹ کر گن تک پہنچا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، تھکن اور درد کے باوجود۔ درد نے ہولٹز کو بری طرح جکڑ لیا، جیسے لوہے کے پنچے اس کے جسم میں گھس گئے ہوں۔

اسے اتنی شدید متلی ہوئی کہ اس کا سارا جسم پسینے سے بھگ گیا، لیکن پھر بھی اس نے ہمت کر کے لیوس گن کو پکڑا اور آہستہ سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اسے ایسا کرنے میں جھکنا پڑا، اور وہ وہیں قے کر بیٹھا۔

اس لمحے اس کے ذہن میں بس ایک ہی خیال آیا — ”شکر ہے نینا مجھے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔“

اگر وہ دیکھتی، تو کتنا صدمہ ہوتا، کتنا خوفزدہ ہو جاتی۔“

اس نے احتیاط سے گن کو موڑا تاکہ اس کا نشانہ دوبارہ سڑک کی طرف ہو جائے، پھر وہ خود گن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

اسے معلوم تھا کہ دشمن جلد یا بدیر آئے گا۔

اگر وہ اندھیرا ہونے کا انتظار کریں گے، تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کیونکہ تب تک جنرل کورٹیز کی فوج پہاڑ پار کر چکی ہوگی۔ اور اگر وہ ابھی آجائیں، تو وہ ان کا راستہ روک سکتا ہے۔

ہاں، سب کچھ اس سے بہتر ہو رہا تھا جتنا اس نے سوچا تھا۔

اب وہ دل میں نینا سے بات کرنے لگا۔ "نینا، تم کیسی ہو؟ اب کیا کر رہی ہو؟ تمہیں میری فکر نہیں کرنی چاہیے، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ شاید اگر تم مجھے اس حال میں دیکھو، تو ایسا نہ سوچو، لیکن یقین کرو، میں واقعی ٹھیک ہوں۔

لوگ اکیلے مرنے سے ڈرتے ہیں۔

تنہا چھوڑ دیے جانے سے۔

میں یہ سمجھتا ہوں... کیا تم بھی سمجھتی ہو؟

لیکن میں تنہا نہیں ہوں۔

جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو،

میں کبھی اکیلا محسوس نہیں ہوا۔

تم میرے دل اور دماغ میں ہو،

اور اسی لیے مجھے مرنے سے خوف نہیں آتا۔

بس مجھے تمہارے لیے افسوس ہے...

کیونکہ تم اکیلی رہ جاؤ گی۔

لیکن اگر تم نے مجھ سے ویسے ہی محبت کی ہے جیسا میں سمجھتا ہوں،

تو تم بھی خود کو اکیلا محسوس نہیں کرو گی۔

میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔
 چاہے میں تمہارے ساتھ نہ چل سکوں، نہ ہنس سکوں،
 پھر بھی میں تمہارے دل میں رہوں گا۔
 ہم نے جو لمحے ساتھ گزارے،
 جو راتیں ایک دوسرے کے ساتھ بتائیں۔
 وہ ہمیں کبھی جدا نہیں ہونے دیں گے۔
 مجھے امید ہے جنرل تمہیں احتیاط سے سب کچھ بتائے گا۔
 شاید وہ لمحہ تمہارے لیے بہت تکلیف دہ ہو،
 لیکن جب تم اس لمحے کو سہ لوگی،
 تو تم پاؤ گی کہ دنیا میں کوئی بھی درد ایسا نہیں جو برداشت نہ ہو سکے۔
 اور اگر ہماری محبت سچی تھی۔
 تو وہ تمہیں ہمت دے گی۔
 تمہیں سہارا دے گی، ایک ڈھال بن جائے گی،
 جب تمہیں میری سب سے زیادہ ضرورت ہوگی۔
 "نینا، کیا تمہیں کبھی میرے بارے میں کوئی پچھتاوا ہوگا؟"
 ہولمز دل میں اس سے مخاطب تھا۔
 "مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں ہوگا، لیکن اگر ایسا ہوا تو مجھے بہت دکھ ہوگا۔
 نہیں، ہمیں ایسا محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ ہم نے ایک
 دوسرے کے ساتھ سچائی اور محبت سے وقت گزارا۔
 ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے مہربان رہے، اور یہی سب سے اہم بات ہے،
 ہے نا؟"
 "تم اگر ماضی کو دیکھو، تو بغیر کسی افسوس کے دیکھ سکو۔"

تم نے مجھ سے کچھ نہیں چھپایا، اور میں بھی ہمیشہ تمہارا وفادار رہا۔
اب بھی ہوں، چاہے تم سے بہت دور ہوں اور موت کے قریب ہوں۔"
"مجھے امید ہے کہ تمہیں توپ کے بارے میں پتا نہیں چلے گا۔
جس کے لیے میں مر رہا ہوں۔

لیکن یہی جنگ ہے۔

انسان اکثر اس چیز کے لیے نہیں مرتا جس کے لیے وہ لڑ رہا ہوتا ہے۔
جنگ غلطیوں، غرور اور جلد بازیوں کا کھیل ہے۔

جنرل اگر غلطی کرتے ہیں تو ان کے پاس کل ہوتا ہے... لیکن سپاہیوں کے پاس
نہیں ہوتا۔"

"اس لیے اگر تمہیں توپ کے بارے میں پتا چلے، تو اُسے دل سے مت لگانا۔
مرنا کسی بیکار چیز کے لیے بے وقوفی لگ سکتی ہے... لیکن تم جانتی ہو، یہ میری
ذمہ داری تھی۔"

"مجھے معلوم ہے کہ تم اکیلی رہ جاؤ گی...

تنہائی—یہ کتنا اداس کرنے والا لفظ ہے۔

میں سوچتا ہوں کہ اگر تم مجھ سے چھن جاتیں، تو میرا کیا حال ہوتا۔
لیکن شاید یہ ہماری خوبصورت یادوں کی قیمت ہے۔"

"نینا، ہر چیز کے لیے شکریہ۔

ان تمام لمحوں کے لیے جو تم نے مجھے دیے۔

میں وعدہ کرتا ہوں—ایک دن ہم دوبارہ ضرور ملیں گے۔

چاہے برسوں لگ جائیں، لیکن وہ دن آنے گا۔

اور ہم وہیں سے اپنی محبت کو دوبارہ جوڑیں گے جہاں چھوڑا تھا۔"
"تم دیکھو گی کہ تمہارے آنسو بھی ہماری محبت کو مٹا نہیں سکے۔

جب ہم دوبارہ ملیں گے تو وہ دنیا نفرت، جنگ اور اندیشوں سے پاک ہوگی۔
اور تم مجھے بدلا ہوا نہیں پاؤ گی۔

صبر کرنا، چاہے وقت کتنا بھی لگے...

آخر میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

اور اسی یقین کی وجہ سے... مجھے اب کوئی ڈر نہیں۔"

اسی وقت، جھاڑیوں سے پابلو کے دو سپاہی آہستہ آہستہ باہر آئے اور فارم ہاؤس کی طرف دیکھنے لگے۔

ہولٹز نے انہیں درد اور خون کی دھند کے بیچ دیکھا۔

"آ جاؤ..." اُس نے دھیمی آواز میں کہا۔ "سب آؤ... صرف تم دو نہیں، سب آؤ۔ یہ جگہ اب تمہارے لیے محفوظ ہے، کیونکہ یہاں ہم سب مر چکے ہیں۔ تو آ جاؤ، اور آپس میں قریب آ کر کھڑے ہو جاؤ۔"

تین اور سپاہی جیسے زمین سے نکل آئے۔ پانچوں سپاہی سڑک پر کھڑے رہے، رانٹلیں پکڑے، ٹوٹے ہوئے فارم ہاؤس کی کھڑکی کی طرف دیکھتے رہے۔

ہولٹز اب بھی وہیں بیٹھا تھا، گن تھامی ہوئی تھی، بمشکل سانس لے رہا تھا، اس کا خون فرش پر گر رہا تھا، ایک مسلسل، تھکی ہوئی آواز کے ساتھ۔ اس نے انتظار کیا۔ تب تک، جب تک وہ سب سڑک کے بیچ میں نہ پہنچ گئے۔

پھر،

اپنی بچی ہوئی آخری طاقت کے ساتھ،

دل میں غصہ، درد، اور ایک عجیب سی شان لیے،

اس نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔

اختتام۔۔۔۔۔

پیش لفظ

یہ کہانی جنرل اور اس کے دو افسران کی ہے جو ایک جنگی حکمت عملی پر بحث کر رہے ہیں۔ جنرل کا اپنا ذاتی مقصد کو پورا کرنا ہے۔ اس کے لیے یہ دونوں افسران خطرناک مشن پر روانہ ہوتے ہیں تاکہ جنرل کی خواہشات کو پورا کرے، حالانکہ اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشن بہت زیادہ خطرناک ہے۔

کہانی میں سسپنس اور ایکشن بھرپور طریقے سے پیش کیے گئے ہیں، جہاں قربانی، اس کی محبت اور جنگ کی ہولناک حقیقتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کی تقدیر کا فیصلہ اس کی بہادری اور جنگ کے دوران ہونے والی قربانیوں پر منحصر ہوتا ہے۔

مترجم : مظہر حسین

ایم اے (بین الاقوامی تعلقات)

0312-2433707